سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۵۹

مقامِ اولیاءِ صدّیقین

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۵۹

مقامِ اولیاءِ صدّیقین

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : مقامِ اولیائے صدیقین

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۴ ذی قعدہ ۱۴۲۰؁ھ مطابق ۱۱ فروری ۲۰۰۰؁ء بروز جمعۃ المبارک

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مقام : مسجد اشرف خانقاہ اشرفیہ امدادیہ

تاریخ اشاعت : ۲؍ شعبان المعظم ۱۴۳۶؁ھ مطابق ۲۱؍ مئی ۲۰۱۵؁ء بروز جمعرات

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

❁❁❁❁

زخمِ حسرت کی بدولت محرمِ منزل ہوا

نعمتِ بے کیف و کم نسبت کا جو حامل ہوا
وہ گروہِ اولیاء میں فضل سے شامل ہوا

جو خدا والوں کی صحبت سے ذرا غافل ہوا
اس کا دل فانی حسینوں کی طرف مائل ہوا

لطفِ دردِ دل کا جس کی روح کو حاصل ہوا
عاشقوں میں وہ خدا کے بالیقیں شامل ہوا

عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

عرض مرتب

مرشدی و مولائی عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عظیم الشان وعظ ۴ ذی قعدہ ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۱ فروری ۲۰۰۰ء بروز جمعۃ المبارک بوقت ساڑھے گیارہ بجے صبح مسجدِ اشرف گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ میں ہوا۔ جب حضرت والا مسجد میں بیان کے لیے تشریف لائے تو ایک صاحب نے نفل کی نیت باندھ لی۔ جب وہ سلام پھیر چکے تو حضرت والا نے جو ملفوظ ارشاد فرمایا وہ خواص و عوام سب کے لیے ضروری اور مفید ہے، اس کو یہاں نقل کرتا ہوں کیوں کہ حضرت والا مشعلِ سنت و شریعت سے سلوک کا راستہ طے کراتے ہیں، اسی لیے حضرت مولانا صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت والا کو خط میں تحریر فرمایا تھا کہ آپ کا ہر ارشاد اس قابل ہے کہ اس کو شایع کر دیا جائے اور جب حضرت والا باندہ تشریف لے گئے تھے تو مولانا موصوف نے حضرت والا سے فرمایا تھا کہ حضرت آپ آیندہ یہاں تین ماہ کے لیے ویزے پر تشریف لائیں تو میں آپ کے ساتھ سارے ملک کا دورہ کروں گا اور مجھے اُمید ہے کہ آپ کے فیض سے تصوف زندہ ہو جائے گا۔

ان صاحب کے نفل پڑھنے کی وجہ سے حضرت نے بیان شروع نہیں فرمایا۔ جب وہ نماز پڑھ چکے تو ارشاد فرمایا کہ مسئلہ یاد کرلو کہ جب دین کی بات ہو رہی ہو تو نفل مت پڑھو، اجتماعی ثواب حاصل کرو، کیوں کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ دین کی کوئی بات سن لوگے تو ایک ہزار رکعت سے زیادہ ثواب نامۂ اعمال میں چڑھ جائے گا۔ اس حدیث کے ساتھ بے پروائی، مذاق اور ناشکری مت کرو۔ اس فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ یہ ہے کہ جب کوئی دینی اجتماع ہو، تو نفل کے بجائے اس اجتماع میں شریک ہو جاؤ اور اس کے چار فائدے الگ مستزاد ملیں گے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے **لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَّذْکُرُوْنَ اللہَ** جب کوئی قوم اجتماعی ذِکر میں مشغول رہتی ہے تو **اِلَّا حَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ** فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں یعنی فرشتوں سے ان کی ملاقات ہوتی ہے **وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ** اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ تو دائرۂ رحمت سے ایگزٹ (Exit) کیوں کر رہے ہو؟ دائرۂ رحمت سے خروج کیوں کر رہے ہو؟ جس کے پاس حسنِ ظن سے آتے ہو اس کی بات ماننا چاہیے۔ اور تیسرا فائدہ ہے **وَنَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ** اس اجتماع کی برکت سے قلب پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور جب سکینہ نازل ہوگا تو ہر

وقت اللہ کی طرف آپ کا قلب متوجہ رہے گا، کیوں کہ اِنَّ السَّکِیْنَۃَ ھِیَ نُوْرٌ یَثْبُتُ بِہِ التَّوَجُّہُ اِلَی الْحَقِّ جس کے دل پر سکینہ نازل ہوتا ہے اس کی توجہ اللہ کی طرف قائم رہتی ہے۔ وَیَتَخَلَّصُ عَنِ الطَّیْشِ[1] اور وہ انتشارِ ذہنی اور ڈپریشن سے بلا آپریشن محفوظ رہتا ہے ان شاء اللہ۔ اور چوتھا فائدہ ہے وَذَکَرَھُمُ اللہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ[2] اللہ تعالیٰ اپنے پاس والوں کے سامنے یعنی ملائکہ مقربین اور ارواحِ انبیاء والمرسلین کے سامنے ان بندوں کا تذکرہ بطور افتخار کے فرماتے ہیں۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے اَیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَاَرْوَاحِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ[3] اسی حدیث سے اجتماعی ذکر کا ثبوت ملتا ہے۔

یہ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے التشرف فی احادیث التصوف میں لکھا ہے۔ میں نے التشرف کے اس صفحے کا فوٹو لیا اور اپنے شیخ کو دکھایا، تو حضرت نے ہردوئی میں فوراً اجتماعی ذکر شروع کروادیا۔ باندہ جب حاضر ہوا تو قاری صدیق صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ذکر شروع کروادیا، تو جب اجتماعی ذکر ہو تو اجتماع میں شریک ہو، الگ الگ نفل مت پڑھو، آپ کو نفل سے زیادہ ثواب ملے گا۔ تجارت اور بزنس کے بھی خلاف ہے کہ ایک منڈی میں آپ کا سودا ایک ہزار نفع دے رہا ہے اور آپ دوسری منڈی میں جاکر دو روپیہ میں دے دیں۔ دیکھ لیا کرو کہ جس منڈی میں پروفٹ (Profit) زیادہ مل رہا ہو اپنی کُل مُنڈی وہیں لے جاؤ۔ بزرگوں نے بھی لکھا ہے کہ جب شیخ کی مجلس ہورہی ہو تو نفل نہیں پڑھنا چاہیے، کیوں کہ شیخ کی صحبت ایک لاکھ سال کی اخلاص والی عبادت سے افضل ہے۔ یہ مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان سے حضرت حکیم الامت نے فرمایا اور مفتی صاحب نے اپنے صاحبزادے مولانا تقی عثمانی سے فرمایا اور مولانا تقی عثمانی نے مجھ سے فرمایا، یعنی میرے اور حکیم الامت کے درمیان صرف دو راوی ہیں اور اس فضیلت کی وجہ کیا ہے؟ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مولانا جلال الدین رومی ہزاروں سال تہجد پڑھتے، تو اس مقام تک نہ پہنچتے جس مقام پر وہ اپنے شیخ حضرت شمس الدین تبریزی کی صحبت سے پہنچ گئے، کیوں کہ جو دردِ دل اللہ والوں کے دلوں میں

[1] روح المعانی:۲۵/۱۱، دار احیاء التراث، بیروت
[2] الصحیح لمسلم:۳۴۵/۲، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القراٰن، مطبوعۃ ایچ ایم سعید
[3] مرقاۃ المفاتیح:۴۹/۵، باب ذکر اللہ والتقرب الیہ، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

ہوتا ہے وہ ان کے پاس بیٹھنے سے منتقل ہوتا ہے۔ شیخ کی صحبت سے کیا ملتا ہے؟ اس فقیر سے پوچھو کہ آج آپ سب جو آئے ہیں یہ اسی صحبت کا ثمرہ ہے، اتنا بڑا مجمع جو آتا ہے یہ ان اللہ والوں کی نظر کا صدقہ ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی جیسا ثقہ شخص روایت کرتا ہے کہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر موضح القرآن کے مصنف اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے دہلی کی مسجد فتح پوری سے کئی گھنٹے عبادت کے بعد جب نکلے تو ایک کتا دروازے پر بیٹھا ہوا تھا، اس کتے پر نظر پڑ گئی۔ دل کا نور چھلک کر چہرے سے جھلک رہا تھا اور آنکھوں سے ٹپک رہا تھا، ان ہی نور والی آنکھوں سے اس کتے پر نظر پڑ گئی، تو وہ کتا دہلی کے تمام کتوں کا شیخ بن گیا، جہاں جہاں وہ کتا جاتا تھا دہلی کے تمام کتے اس کے پاس ادب سے بیٹھتے تھے، حالاں کہ کتوں کا مزاج ایک دوسرے کو کاٹ کھانے کا ہوتا ہے۔ تو ہمارے دادا پیر حکیم الامت مجددِ ملت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہائے جن کی نگاہوں سے جانور بھی محروم نہیں رہتے، تو انسان کیسے محروم رہیں گے؟ پس اختر پر تین سال مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑی۔ جب میں پندرہ سال کا ہوا تو تین سال تک نگاہِ شیخ مولانا شاہ محمد احمد صاحب کی پڑتی رہی اور اب شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم جب بھی تشریف لاتے ہیں اور جب بھی مجھے دیکھتے ہیں، تو میں فوراً چپکے چپکے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرلیتا ہوں کہ جن کی نگاہوں سے کتے کتوں کے پیر بن جاتے ہیں، میرے شیخ کی نگاہ کے صدقے میں اختر کو بھی انسان، پھر مسلمان اور مسلمان سے پکا مسلمان بنادے۔

اس کے بعد حضرت والا کا بیان شروع ہوا جو آپ اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ وعظ کا نام ''مقامِ اولیائے صدیقین اور اس کا طریقۂ حصول'' تجویز کیا گیا۔ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس کے اس وعظ کو اور جملہ دینی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں۔

آمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم

مرتب:

یکے از خدام

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

مقامِ اولیائے صدیقین
اور
اس کا طریقۂ حصول

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ [۱]

آپ کہیں گے کہ یہ بار بار تقویٰ کی یہی آیت پڑھتا ہے، لیکن میں کیا کروں ؎

میں تھک جاتا ہوں اپنی داستانِ درد سے اخترؔ
مگر میں کیا کروں چُپ بھی نہیں مجھ سے رہا جاتا

اصل میں دل کی ہوس یہ ہے کہ ہم لوگ جب مریں تو اپنی غلامی کے سر پر تاجِ ولایت رکھ کر مریں۔ اختر کو یہ شوق اور یہ درد سارے عالم میں مارا مارا پھرا رہا ہے، اسی موضوع پر میری محنت ہے کہ اللہ تعالیٰ اختر کو بھی، میری اولاد کو بھی، میرے دوستوں کو بھی اپنا بنالے، اور ہم سب کی غلامی کے سر پر اپنی دوستی کا تاج رکھ کر پھر ہم سب کو اپنے پاس بلوائے اور اپنا پورا فرماں بردار بنا کر دنیا سے رحلت نصیب فرمائے، کیوں کہ مرنے کے بعد دوبارہ نہیں آنا ہے۔ اس مجمع میں ہمیں کوئی بتادے کہ مرنے کے بعد کیا دوبارہ ہمیں اعمالِ ولایت، اخلاقِ ولایت اور تقوائے ولایت کا موقع ملے گا، کوئی آیا ہے آج تک دوبارہ؟ زندگی ایک دفعہ ہی ملی ہے، تو کیوں نہ ہم اس زندگی کو کارآمد بنالیں اور مقصدِ حیات کی آخری سرحد چھولیں اور مقصدِ حیات صرف اللہ تعالیٰ کی ولایت ہے۔

[۱] الانفال: ۳۴

ندامت......بندوں کا ایک امتیازی شرف

ورنہ اللہ تعالیٰ کے پاس تو ملائکہ کی ایک بہت بڑی تعداد عبادت کے لیے موجود ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری عبادت کو بھی ملائکہ کی عبادت سے ایک الگ تھلگ امتیازی شرف بخشا ہے۔ ملائکہ کی عبادت میں قربِ عبادت تو ہے، لیکن ان کو قربِ ندامت نہیں ہے، کیوں کہ ان سے صدورِ خطا نہیں ہوتا، وہ معصوم ہیں بے گناہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم جیسی مخلوق کو پیدا فرمایا کہ ان کو ڈبل انعام دیا جائے کہ قربِ عبادت بھی حاصل کریں اور جب خطا ہو جائے تو استغفار و توبہ سے قربِ ندامت بھی حاصل کریں۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ آہ! اپنے بزرگوں کی صحبتیں یاد آتی ہیں، فرمایا کرتے تھے ؎

کبھی طاعتوں کا سرور ہے کبھی اعترافِ قصور ہے
ہے مَلک کو جس کی نہیں خبر وہ حضور میرا حضور ہے

حوالۂ کتب اور حوالۂ قطب کا فرق

دیکھا آپ نے صحبت کا یہ فائدہ ہے کہ بزرگوں کی بات یاد آجاتی ہے۔ ہم حوالۂ کتب سے زیادہ حوالۂ قطب دیتے ہیں۔ ہم نے قطب اور بزرگوں کی صحبت زیادہ اُٹھائی ہے، اس لیے ہمارے پاس حوالۂ کتب کم اور حوالۂ قطب زیادہ ہے اور حوالۂ کتب اور حوالۂ قطب میں کیا فرق ہے؟ حوالۂ کتب میں نورِ ولایت اور نسبتِ ولایت کا درد نہیں ہوتا، کتابیں حامل دردِ نسبت اولیاء نہیں ہیں، اللہ والوں کے سینے اس کے حامل ہوتے ہیں۔ تو ہم نے بزرگوں کے ان سینوں سے جو ترجمانِ دردِ دل تھے، وہ درد ان کی زبانوں سے سنا، جس میں نورِ علم بھی ہے اور مستزاد نورِ دردِ دل بھی ہے، یہ مستزاد نور اختر پیش کرتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ سے حیات مانگتا ہوں۔

قیمتی لباس پہننے کا ایک مسئلہ

اب دیکھو ایک مسئلہ لباس کا پیش کرتا ہوں کہ ابّا نے کسی بچے کو اچھا لباس بنوا کر دیا اور وہ لباس پہن کر اپنے بھائیوں پر برتری اور تفاخر ظاہر کر رہا ہے کہ تم لوگ کیا بیچتے ہو؟ دیکھو

میں کتنے ٹھاٹ سے رہتا ہوں۔ ابّا جب اس کی یہ بات سنتا ہے تو اس کا کان پکڑ کر دو طمانچہ مار کر وہ لباسِ فاخرہ چھین لیتا ہے کہ تم اس کے اہل نہیں ہو، تمہارے ظرف نے اس کا تحمل نہیں کیا، تم کم ظرف ہو۔ اور ایک بچے کو باپ وہی اچھا لباس دیتا ہے، تو وہ بھائیوں سے کہتا ہے واہ رے میرے ابا! واہ رے میرے ابا! واہ رے میرے ابا! اس کی رٹ میرے ابا کی ہے کہ ہمارے ابا نے ہم پر کیا کرم فرمایا۔

آپ چاہیں ہمیں ہے کرم آپ کا
ورنہ ہم چاہنے کے تو قابل نہیں

ہم اس قابل نہیں تھے، یہ ابّا کا کرم ہے۔ تو صوفیا کی بھی دو قسمیں ہیں، اگر بہترین لباس پہن کر اپنے اندر تکبر اور دوسرے بندوں کے مقابلے میں احساسِ برتری پیدا ہو جائے، تو یہ لباس اس کے لیے جائز نہیں ہے۔ لیکن جو میرے ربّا میرے ربّا کی ہی رٹ رکھے، کہ واہ رے میرے ربّا اس کے لیے ایسا لباس پہننے میں کوئی مضایقہ نہیں۔ اور دیکھو جو اچھا لباس پہن کر واہ رے ابّا کہے گا تو ابّا خوش ہوں گے یا نہیں؟ اس وقت اس کے نہ پہننے میں باپ کی ناراضگی ہو گی۔ اگر وہ نہ پہنے تو ابّا کہیں گے کہ ظالم میں نے تیرے لیے سعودیہ سے جبہ لاکر دیا تو نے کیوں نہیں پہنا؟ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک فقیر پھٹا کمبل پہنے ہوئے بیٹھا تھا، اتنے میں آسمان سے آواز آئی کہ اے فقیر! مجھے تیرا یہ کمبل اچھا نہیں لگ رہا ہے، بہت پرانا کٹا پھٹا ہو گیا ہے اسے فوراً پھینک دے۔ اس نے فوراً دور جھاڑی میں اُٹھا کر پھینک دیا۔ اتنے میں ایک رئیس نیا کمبل لے کر آیا اور اس نے کہا حضرت! آپ کو ایک کمبل ہدیہ پیش کرنا چاہتا ہوں، کیا آپ قبول فرمائیں گے؟ تو اپنے دل میں کہتے ہیں کہ پرانا تو پھنکوا دیا، اب نیا بھی نہ قبول فرمائیں گے تو کہاں جائیں گے؟ یہ تو میں نے آپ کو ہنسانے کے لیے کہہ دیا، ورنہ اس فقیر نے تو یہ کہا تھا کہ اب نیا نہیں قبول کروں گا تو کہاں جاؤں گا، کیا سردی میں مروں گا؟ تو یہ جبہ مجھے اللہ نے ہدیہ بھیجا، میں خریدتا نہیں ہوں، میں اپنا کُرتا پاجامہ تک نہیں بنواتا تو جبہ کہاں سے لوں گا؟ مجھے تو سر سے پیر تک سب ہدیہ ہے، کیا کروں؟ شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ آپ کے پاس حکیم الامت کا کوئی تبرک ہے؟ جس کو دیکھ کر میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کروں۔ فرمایا: میرے پاس کوئی تبرک نہیں ہے، عبد الغنی

خود حکیم الامت کا تبرک ہے، مجھ کو دیکھ لو تو سمجھ لو کہ حضرت حکیم الامت کو تم نے دیکھ لیا۔ لائق مرید وہی ہے جس کو دیکھ کر شیخ یاد آجائے۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ واہ رے میرے اللہ! اس مسکین دیہاتی حُوش کو آپ نے کیا جبہ قبہ پہنار کھا ہے اور یہ مراقبہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں۔ اگر اتنی قوی نسبت نہ ہو اور یہی ہو کہ واہ رے ہم، واہ رے ہم، میں میں کر رہا ہے اور دوسرے بندوں کو حقیر سمجھ رہا ہے، اس کے لیے پھر ایسا لباس جائز نہیں ہے۔ آج دل میں آیا کہ اس کو ظاہر کردوں اور مجھے یقین رہتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ کی رحمت سے اختر کی قیمت لگے گی، اس جبے سے ہماری کوئی قیمت نہیں ؎

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

ایک عالِم جو برما کے ہیں اور جن کی ڈیوٹی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی جالی پر لگتی ہے، انہوں نے دو جبے پیش کیے، ایک میرے مرشد حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کے لیے اور ایک میرے لیے، اور کہا کہ جمعہ کو پہن لیا کیجیے گا۔ تو حضرت نے یہاں خود پہنا اور فرمایا کہ اختر بھی پہنے گا۔ مُجازِ جبہ ہوں خالی مجازِ بیعت نہیں ہوں۔ جب حضرت والا میرے مرشد نے فرمادیا کہ اختر بھی پہنے گا، تو کیا مطلب ہوا کہ یہ مجازِ جبہ بھی ہے اور ایک جملہ بھی فرمادیا کہ اپنے کو بڑا نہیں سمجھنا چاہیے، لباس سے کیا بڑائی ہے۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ اگر لباس سے بڑائی اور عزت ہوتی، تو رات کو جب لُنگی پہنتے ہو اور لباس اُتارتے ہو تو گویا خود اپنی عزت اُتارتے ہو!

ولایت کا مدار تقویٰ ہے

اصلی لباس تقویٰ ہے، لہٰذا آج تقویٰ ہی کی آیت تلاوت کی ہے، لیکن تقویٰ ایک کلی مشکک ہے۔ ہر شخص کا تقویٰ الگ ہے، کوئی نوّے فیصد متقی ہے دس فیصد گناہ کرتا ہے، کوئی محنت کرکے پچانوے فیصد متقی ہو گیا مگر پانچ فیصد گناہ بھی کرتا ہے، کوئی بہت زیادہ ترقی کر گیا تو ننانوے درجہ متقی ہو گیا، مگر ایک اعشاریہ گناہ میں کبھی کبھی ملوث رہتا ہے جس کو میں مُرَوَّث کہتا ہوں، رَوث کا معنیٰ لید ہے گھوڑے کی، گدھے کی، کتے کی، بلی کی لید۔ تو اس آیت میں تشکیک ہے۔ کلی مشکک اس کلی کو کہتے ہیں جس کے درجات میں بہت مراتب ہوں، متفاوت المراتب کو

کلی مشکک کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ تقویٰ ہر مسلمان کا الگ الگ ہے، یہاں تک کہ اولیائے متقین میں بھی ہر ایک کا تقویٰ الگ ہے۔ صدیقین کا تقویٰ اور ہوتا ہے، سب سے اعلیٰ، کیوں کہ وہ اعلیٰ درجے کے ولی اللہ ہوتے ہیں، جتنا اعلیٰ درجے کا تقویٰ ہوگا اتنی ہی اعلیٰ درجے کی اس کی اللہ تعالیٰ سے دوستی ہوگی۔ ولایت کی ترقی اور ولایت کا ارتقا اعمالِ نافلہ پر نہیں ہے، اولیاء اللہ کے درجات میں جو ارتقا اور ترقی ہے وہ بقدرِ تقویٰ ہے۔ ایک شخص ایک ہزار رکعات تہجد پڑھتا ہے، مگر دن بھر خلافِ شریعت کام کرتا ہے، بد نظری کرتا رہتا ہے، جھوٹ بولتا رہتا ہے اور ایک آدمی تہجد نہیں پڑھتا، عشاء کے فرض اور سنتِ مؤکدہ پڑھ کر دو رکعت نفل وتر سے پہلے پڑھ لیتا ہے، لیکن اپنی ایک سانس بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال نہیں کرتا اس کا نام شریف الانفاس ہے۔

ایک نئی لغت سن لو، کبھی یہ لفظ سنا ہے مولانا! یہ مولانا یونس پٹیل ڈربن سے تشریف لائے ہوئے ہیں، بے چارے میری محبت میں تڑپ کر آگئے، اطلاع بھی نہیں کی۔ دوستوں نے اچانک بتایا کہ مولانا یونس پٹیل اچانک ڈربن سے آگئے، اس کو تڑپنا کہتے ہیں۔ جب مچھلی تڑپتی ہے تو دریا میں اطلاع کے بغیر کود پڑتی ہے، دریا سے اجازت بھی نہیں لیتی۔

توبہ اور دریائے قُرب

اس لیے میں کہتا ہوں کہ اگر گناہ ہو جائے تو توبہ میں دیر نہ کرو، تڑپ کر دریائے قرب میں جلدی داخل ہو جاؤ، کیوں کہ میں نے آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جس مچھلی نے تڑپ کر پانی سے جلدی مقامِ وصل حاصل نہیں کیا تو کچھ دیر تک تڑپتی رہی، کچھ دیر بعد تڑپنے میں اضمحلال ہونے لگا یعنی جس طاقت سے وہ تڑپ رہی تھی اس طاقت میں کمی آنے لگی، تڑپنا کمزور ہو گیا، یہاں تک کہ تڑپنے کی ایک اعشاریہ طاقت اس میں نہیں رہی اور تڑپنے کی طاقت سے وہ محروم ہو گئی، پھر خاموش ہو گئی اور تھوڑی دیر کے بعد موت آگئی۔

توبہ کے معنیٰ

توجب گناہ ہو جائے تو تڑپ کر جلدی توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جاؤ۔ توبہ نام ہے منزلِ بعید سے پھر واپس آنا منزلِ قُرب تک، یہی ہے رجوع الی اللہ یعنی شیطان و نفس

گناہ میں ہمیں جہاں تک لے گئے تھے اور انہوں نے خدائے تعالیٰ سے ہمیں جتنا دور کیا تھا، تو پھر اسی منزلِ قُرب تک واپس آنے کا نام توبہ ہے، اس لیے ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تَوَّابُوْنَ بمعنیٰ رَجَّاعُوْنَ ہے، یعنی کثرت سے رجوع کرنے والے۔

نافرمانی سے فرماں برداری کی طرف واپس آنا

پھر توبہ کی تین قسمیں ہیں، عام لوگوں کی توبہ کیا ہے؟ اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْمَعْصِیَۃِ اِلَی الطَّاعَۃِ، نافرمانی چھوڑ کر فرماں برداری کرنے لگا، بے نمازی تھا، روزہ نماز کرنے لگا، نامحرم عورتوں کو دیکھتا تھا اب نگاہ کی حفاظت کرنے لگا، ٹی وی، وی سی آر دیکھتا تھا سب چھوڑ دیا۔ غرض گناہ کو چھوڑ دینا، تو یہ توبہ کا پہلا قدم ہے اور اس کا نام عوام کی توبہ ہے۔

غفلت سے ذکر کی طرف واپس آنا

اور توبۃ الخواص یعنی اللہ کے خاص بندوں کی توبہ کیا ہے؟ اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْغَفْلَۃِ اِلَی الذِّکْرِ [۵] ذکر و تلاوت سب چھوڑ دیا تھا، خالی نماز پڑھ لیتے تھے، اب اس نے پھر سے ذکر بھی شروع کر دیا، تلاوت بھی شروع کر دی، اشراق بھی شروع کر دی، یہ توبہ ہے توبۃ الخواص۔

مدت کے بعد پھر تری یادوں کا سلسلہ
اِک جسمِ ناتواں کو توانائی دے گیا

اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری اور اللہ کے ذکر سے قلب و روح میں طاقت آجاتی ہے۔ جو مچھلی پانی سے دور ہوگئی وہ اگر تڑپ کر جلدی دریا میں چلی جاتی، تو اس کی کمزوری دور ہو جاتی ہے اور پانی کی دوری سے جو اضمحلالی کیفیت تھی اور تڑپنے کی طاقت جو بتدریج کم ہو رہی تھی پانی میں جاتے ہی مکمل طاقت آجاتی ہے اور بعض مچھلیوں کو پہلے سے زیادہ طاقت آجاتی ہے، کیوں کہ عذابِ دوری و مہجوری اور دریا کی جدائی سے ان کو پتا چل جاتا ہے کہ ہم دریا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے، اسی طرح توفیقِ توبہ کے بعد بعض بندوں کی حالت پہلے سے بھی اچھی ہوگئی، کیوں کہ شکر کی توفیق ہوئی کہ اگر توبہ نہ کرتے اور گناہ گار زندگی گزارتے تو اے خدا! آپ سے دور رہ کر ہم کو

---

۵ مرقاۃ المفاتیح:۵/۲۰۶، باب اسماء اللہ تعالیٰ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

موتِ ایمانی آجاتی، اگرچہ جانور کی طرح زندہ رہتے، مگر حیاتِ ایمانی سے ہم محروم ہونے والے تھے۔ اب قدر معلوم ہوئی کہ آپ کا قُرب ہماری حیات کی اساس اور آپ کا ذکر اور آپ کی یاد ہماری حیات کی بنیاد ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پڑھا کرتے تھے ؎

ترا ذِکر ہے مری زندگی
ترا بھولنا مری موت ہے

تو جب بھولنا موت ہے تو گناہ کرنا تو بھولنے سے بہت زیادہ شدید ہے۔ بھولنا تو یہ ہے کہ آج تلاوت نہیں کی، ذکر نہیں کیا۔ اور گناہ کیا ہے؟ غفلت کا فردِ کامل ہے، بھولنے کی اعلیٰ درجہ کی بدمعاشی ہے۔ بدمعاشی کی کئی قسمیں ہوتی ہیں مکروہ تنزیہی ہے، مکروہ تحریمی ہے، حرام ہے، پھر اس سے بڑھ کر کفر ہے، شرک ہے۔ نعوذ باللہ۔ تو اس لیے عرض کرتا ہوں کہ جب کبھی خطا ہوجائے، ایک اعشاریہ حرام لذت آجائے، گوشۂ چشم سے بھی کہیں بد نظری کرلی، گوشۂ چشم کو کن انکھیاں کہتے ہیں، کن انکھیاں کے معنیٰ معلوم ہیں؟ یعنی کونۂ آنکھ۔ غرض جب ایک اعشاریہ بھی حرام لذت دل میں آجائے، فوراً تڑپ جاؤ کہ اب ہماری روح اللہ تعالیٰ کے دردِ مہجوری سے ہمکنار ہورہی ہے، لہٰذا فوراً توبہ کرکے بذریعہ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا اپنی مہجوری، جدائی اور دوری کو اللہ تعالیٰ کے قرب وحضوری سے تبدیل کرلو۔ شیطان و نفس کے اختیار میں گناہوں سے اگر ہماری دوری دی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا نازل فرماکر ہمارے اختیار میں ہماری حضوری بھی دے دی ہے۔ یہ تفسیر روح المعانی کا مضمون ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ آیت کیوں نازل کی گئی؟ تاکہ بندوں سے جب خطا ہوجائے تو رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ[۷] کا اعتراف کرکے وہ اپنی دوری کو جو گناہوں سے لازمی تھی اس کو حضوری سے تبدیل کرلیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے اختیار میں ہماری حضوری بھی دے دی ہے کہ اگر تم نالائقی کرجاؤ اور تم سے گناہ ہوجائے تو توبہ واستغفار سے، آہ وزاری سے، اشکباری سے تم اس مقام پر پہنچ جاؤ جو ہم نے ملائکہ کو بھی نہیں دیا۔

۷؎ الاعراف:۲۳

کبھی طاعتوں کا سرور ہے کبھی اعترافِ قصور ہے
ہے مَلک کو جس کی نہیں خبر وہ حضور میرا حضور ہے

تو تقویٰ ایک کلی مشکک ہے۔ یہ منطق کا مسئلہ ہے۔ میرے مرشد شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جیسے سفیدی کلی مشکک ہے، تھوڑی سی سفیدی پھر تیز سفیدی پھر اور تیز سفیدی، اسی طرح روشنی، چراغ کی روشنی، گیس کی روشنی، بجلی کی روشنی۔ مطلب یہ ہے کہ کلی مشکک کے درجات متفاوت المراتب ہوتے ہیں، اسی طرح تقویٰ بھی کلی مشکک ہے، دس فی صد تقویٰ، چالیس فی صد، نوّے فی صد، ننانوے فی صد تقویٰ ہے، مگر اگر ایک گناہ کی بھی عادت ہے، خطا ہونا اور ہے اور خطا کی عادت ڈالنا اور ہے۔ گٹر میں پھسل جانا اور ہے اور بار بار خود کو گٹر میں گرانا اور ہے۔ اگر پھسل جائے تو جلدی سے نکل کر کے نہا دھو کر عطر عود لگالو پھر اپنی پاکی کی طرف غور کرو یعنی لوٹو۔ عطر عُود کا مزہ جب ہے جب اپنی منزلِ قرب کی طرف عَود کرو۔

غیبوبت سے حضوری کی طرف واپس آنا

تو میں نے رجوع کی دو قسمیں بیان کر دیں توبۃ العوام اور توبۃ الخواص۔ اب خاصوں میں بھی کچھ بندے خاص ہیں، وہ اولیائے اللہ کے خاص طبقے سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں، ان کا نام اَخَصُّ الْخَوَاصِ ہے۔ ان کا رجوع الی اللہ کیا ہے؟ اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْغَیْبَۃِ اِلَی الْحُضُوْرِ یعنی اگر ان کا دل ایک سیکنڈ کے لیے اللہ سے غائب ہو جائے تو وہ تڑپ جاتے ہیں، وہ اپنی غیبوبت کو حضوری میں تبدیل کرتے رہتے ہیں، دل کو دیکھتے رہتے ہیں کہ کدھر جارہا ہے اور دل کو پکڑ کر اللہ کے سامنے حاضر کرتے رہتے ہیں، دل کا قبلہ درست رکھنے کے لیے ہر وقت چوکنا رہتے ہیں۔ چوکنا کے معنیٰ ہیں کہ چاروں کونوں پر نظر رکھتے ہیں۔ آج لغت سیکھ لو، لوگ چوکنا تو بولتے ہیں، مگر چوکنا کے معنیٰ نہیں جانتے۔ چوکنّا وہ ہیں جو چاروں کونوں پر نظر رکھتے ہیں کہ کسی کونے سے، مشرق سے، مغرب سے، شمال سے، جنوب سے کوئی ایسی شکل تو نہیں آرہی جو میرے دل کا قبلہ بدل دے اور مردے کا قبلہ مردہ بن جائے۔ مرنے والے کا قبلہ مرنے والا بن جائے۔ اس مرنے والے کا کیا حال ہوگا جو مرنے والے پر مر گیا؟ اس کی حیات کتنی

بے کیف ہو گی۔ پس ہر وقت قلب کی دیکھ بھال اور دل کا قبلہ نوے ڈگری اپنے اللہ کی طرف رکھنا یہ ہے اولیائے صدیقین کا مقام۔

بنیادِ ولایت تقویٰ ہے

جتنا آپ کا تقویٰ بڑھ جائے گا اتنی اللہ تعالیٰ سے دوستی بڑھ جائے گی۔ اگر کسی کی ولایت دیکھنی ہے تو آپ اس کے نوافل مت دیکھیں کہ تلاوت کتنی بڑھادی، نفلیں کتنی بڑھادیں؟ یہ پوچھو کہ تم نے تقویٰ کتنا بڑھادیا؟ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے بنیادِ ولایت تقویٰ رکھا ہے۔ آیت اِنۡ اَوۡلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ میں اِنۡ نافیہ ہے۔ جس کو دوستی دینا ہے اس کی طرف سے نفی ہورہی ہے کہ ہمارا کوئی ولی نہیں ہے اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ مگر جو تقویٰ سے رہتے ہیں، یہ تو نہیں فرمایا کہ اِلَّا الۡمُتَنَفِّلُوۡنَ کہ جو بہت زیادہ نفلیں پڑھتے ہیں یا اِلَّا الۡمُتَھَجِّدُوۡنَ مگر جو زیادہ تہجد پڑھتے ہیں یا اِلَّا الۡمُنۡفِقُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ جو اللہ کے راستے میں بہت خرچہ کرتے ہیں، بلکہ فرمایا جو تقویٰ سے رہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا استثنا ہے، جن کو ہماری غلامی کے سر پر اپنی دوستی کا تاج رکھنا ہے ان کی طرف سے اعلان ہو رہا ہے۔

تائب اور نادم گناہ گار بھی ولی اللہ ہے

پھر تقویٰ کی کتنی قسمیں ہیں؟ جیسا اس کا رجوع الی اللہ ہو گا ویسا اس کو تقویٰ کا درجہ حاصل ہو گا، لہٰذا گناہ گار بھی دائرۂ تقویٰ سے خارج نہیں ہے، بشرطِ توبہ، بشرطِ رجوع الی اللہ، کیوں کہ شیطان و نفس گناہوں سے جتنی دور لے گئے تھے وہ اپنی منزلِ قرب کی طرف جس تڑپ سے واپس آیا ہے تو معصیت تو بُری چیز ہے، مگر قُربِ ندامت کی ایک مستزاد نعمت لے کر آیا ہے۔ ندامت سے، استغفار و توبہ سے، آہ وزاری سے اس کا دل پاش پاش ہو گیا، دل میں جو احساسِ برتری تھا کہ میں بہت مقدس ہوں، اب پتا چلا کہ پیسہ میں دس ہوں یا دس پیسہ کا ایک ہوں، کِبر ٹوٹ گیا، لہٰذا وہ گناہ گار بھی مبارک ہیں جو نادم ہو کر اپنی منزلِ قرب کی طرف اشکبار آنکھوں سے واپس آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے آہ وزاری، اشکباری کرکے اپنی بگڑی کو بنالیتے ہیں، اور غالب کے اس شعر پر عمل نہیں کرتے۔

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

حیا کی تعریف

حالاں کہ شرم کی حقیقت یہ تھی کہ گناہوں سے بچتا، یہ بے غیرت اسی وقت ہوا جب اس نے شرم کا پردہ چاک کیا، گناہ ہمیشہ بے حیائی سے ہوتا ہے، اس لیے محدثِ عظیم ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حیا کی حقیقت کیا ہے؟ یہ بین الاقوامی تعریف سے افضل ہے جو ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں کی ہے کہ:

فَاِنَّ حَقِیْقَۃَ الْحَیَاءِ اَنَّ مَوْلَاکَ لَا یَرَاکَ حَیْثُ نَھَاکَ[۷]

حیا کی حقیقت یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھ کو اس حالت میں نہ دیکھے کہ تو اس کو ناراض کررہا ہو۔ سب سے بڑی بے حیائی اور بے غیرتی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی نافرمانی کی حالت میں دیکھیں اور وہ ہر وقت دیکھ رہے ہیں۔

تقویٰ کی دائمی فرضیت اور اس کی وجہ

ایک آیت تو صریح ہے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللہَ یَرٰی[۸] کیا بندہ نہیں جانتا کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے حالاً استقبالاً۔ ماضی نہیں نازل کیا کہ کبھی دیکھا تھا۔ وہ ہر وقت دیکھ رہا ہے اور ہر وقت دیکھتا رہے گا، لہٰذا تقویٰ فرض ہے حالاً بھی اور استقبالاً بھی، حال میں بھی تقویٰ فرض ہے اور مستقبل میں بھی تقویٰ فرض ہے، مگر ایک آیت کا استدلال اور پیش کرتا ہوں جو زندگی میں آپ پہلی دفعہ سنیں گے۔ تمہارا باپ ساتھ ہو تو گناہ کرو گے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ[۹]

۷؎ مرقاۃ المفاتیح:۱/۱۷۵،کتاب الایمان، دار الکتب العلمیۃ،بیروت

۸؎ العلق:۱۴

۹؎ الحدید:۴

تمہارا ربّا تمہارے ساتھ ہے۔ جب ابّا کے ہوتے ہوئے مارے شرم کے تم گناہ نہیں کرتے، تو ربّا کے ہوتے ہوئے کیسے گناہ کرتے ہو جو ہر وقت تمہارے ساتھ ہے؟ اور جب اللہ تعالیٰ ساتھ ہے تو نابینا تو نہیں ہے۔ جو ہم کو آنکھیں دے سکتے ہیں وہ بھلا خود نابینا ہوں گے؟ جس ظالم نے کہا تھا کہ اللہ ہمیں کیسے دیکھتا ہے؟ اس کافر کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دیا اَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ عَيۡنَيۡنِ کیا میں نے اس ظالم کو آنکھیں نہیں دیں کہ مجھے بے آنکھ والا بتارہا ہے۔ میں سارے عالم کو آنکھیں دے دوں اور خود میں بے آنکھ والا ہوں گا؟ اور یہ ظالم کہتا ہے کہ میرے دل کی بات اللہ کیا جانے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَيۡنِ [ل] جب میں نے اس کو زبان دی اور ہونٹ دیے کہ جن سے اپنے دل کی بات کا اظہار کررہا ہے تو جو اس کے دل کی بات کے اظہار کے لیے اس کو آلۂ اظہار دے سکتا ہے، وہ اس کے دل کی بات کو نہ جانے گا؟ یہ تعبیر اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اس فقیر پر۔ میرے بزرگوں کی دُعائیں ہیں۔

نفس کی حیلولت اور نورِ نسبت کی عجیب تمثیل

تو میں عرض کررہا تھا کہ ولایت کلی مشکک ہے، جیسا ولی کا تقویٰ ہوگا اتنا ہی بڑا ولی ہوگا۔ جو سو فیصد اللہ کو خوش رکھتا ہے، ایک سانس بھی اللہ کو ناراض کرکے حرام لذت اپنے نفس میں استیراد نہیں کرتا، درآمد نہیں کرتا، امپورٹ نہیں کرتا، سمجھ لو کہ یہ سو فیصد ولی اللہ ہے، اس کے ولایت کے چاند میں ایک اعشاریہ بھی اندھیرا پن نہیں ہے، اس کا دل چودہ تاریخ کا چاند ہے۔ اگر کوئی شخص چاند نہیں دیکھتا یا دیکھتا ہے مگر تاریخ یاد نہیں ہے، تو چاند کا دائرہ مکمل منور ہونے سے وہ خود سمجھ جاتا ہے کہ آج چودہ تاریخ ہے اور بعضے کسی کمرے میں ہیں اور چاند نظر نہیں آتا مگر چاندنی دیکھتے ہیں تو چاندنی دیکھ کر بھی صاحبِ عقل و فہم اور صاحبِ تجربہ اندازہ لگالیتا ہے کہ آج چودہ تاریخ کا چاند معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ والوں کی اگر تاریخ معلوم نہ ہو کہ اس کی ولایت کس تاریخ کی ہے تو صرف اس کی چاندنی بتادے گی، اس کا فیضانِ نسبت بتادے گا کہ اس کا چاند کس تاریخ کا ہے؟ دس کا ہے یا گیارہ کا ہے

[ل] البلد: ۹-۱۰

یا بارہ کا ہے یا تیرہ کا ہے۔ چودہ تاریخ کی چاندنی بتاتی ہے کہ آج چودہ تاریخ کا چاند ہے اور اگر چاند بھی نظر آجائے، یعنی اگر اللہ کے ولی کی زیارت بھی ہو جائے تو ولی کامل کا چہرہ بتادے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت ونسبت کا چودہ تاریخ کا چاند ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ چودہ تاریخ کا چاند کب ہوتا ہے؟ جب کرۂ ارض یعنی زمین کا گولا چکر کرتے کرتے چاند اور سورج کے سامنے سے ہٹ جاتا ہے، تو سورج کی مکمل روشنی چاند پر پڑتی ہے، تو سو فیصد روشنی سے چاند سو فیصد روشن ہو جاتا ہے، کیوں کہ کرۂ ارض کی حیلولت ختم ہوگئی۔ اسی طرح جس کا نفس جتنا حائل ہوگا، جس درجہ وہ حرام لذت کی کشید اور چشید اور دید وشنید کا عادی ہے، اتنے درجے اس کے قلب کی نسبت کا چاند اندھیرا رہے گا۔ یہ مضمون مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، اختر کا نہیں ہے۔ اور جنہوں نے محنت کرکے، ہمت کرکے نفس کے گولے کو سو فیصد ہٹادیا یعنی ایک اعشاریہ حرام لذت قلب میں نہیں آنے دیتے، اگر گوشۂ چشم سے بھی حرام لذت کا کوئی ذرہ آجاتا ہے تو استغفار کرکے اس کو دھکا دے دیتے ہیں، یہ قوم دھکے باز بھی ہے یعنی نفس کو دھکا دے دیتے ہیں کہ ظالم تو کہاں سے آگیا میرے اور میرے مولیٰ کے درمیان۔

مقامِ صدیقین

سب سے اونچے درجے کے اولیاء اللہ جو ہیں ان کا نام صدیقین ہے:

مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ[۱۱]

میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شہیدوں سے زیادہ صدیقین کا درجہ ہے اگرچہ وہ زندہ ہیں۔

صدیقین کے شہداء سے افضل ہونے کی وجہ

شہداء گردن کٹا کے بھی صدیقین کا درجہ نہیں پاسکتے۔ کیوں؟ وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ بھی میرے شیخ فرماتے تھے کہ صدیق کارِ نبوت کی تکمیل کرتا ہے اور شہید کی گردن کٹ

---

[۱۱] النسآء: ۶۹

گئی تو اب کارِ نبوت کو انجام نہیں دے سکتا، خود تو فدا ہو گیا مگر کارِ نبوت کو صدیق انجام دیتا ہے۔ تو نبی صدیق سے افضل اور صدیق شہدا اور صالحین سے افضل ہوتا ہے۔

جانِ پاکِ نبوت میں صدیقِ اکبر کی محبت

اور خود نبوت کی جان عاشقِ صدیقیت ہوتی ہے۔ سن لو اس کو، اس کی دلیل پیش کرتا ہوں۔ غزوۂ احد میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شوقِ شہادت میں اپنی تلوار کو میان سے نکالا اور کافروں پر جھپٹے کہ اے کافرو! آج تمہیں قتل کر کے چھوڑوں گا یا صدیق شہید ہو گا، کیوں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا خونِ نبوت سر سے پیر تک بہہ رہا ہے اور صدیق کی جانِ عاشق اس بات سے قاصر ہے کہ اپنے نبی کا خون بہتا ہوا دیکھے، لیکن جب وہ شوقِ شہادت میں جھپٹے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جھپٹے، وہ جھپٹے کافروں پر اور نبی جھپٹے صدیق پر کہ خبردار! شِمْ سَيْفَكَ اپنی تلوار کو میان میں رکھ لے اے ابو بکر صدیق! لَا تُفْجِعْنَا بِنَفْسِكَ مجھے اپنی جدائی سے غمگین مت کرو۔ معلوم ہوا کہ جانِ نبی مشتاق تھی حیاتِ صدیق کی، لہٰذا یاد رکھو کہ بعض بندے زندہ ہیں مگر شہیدوں سے افضل ہیں اگر صدیقین کے درجے پر ہیں۔ یہ شرط لگادی جس سے غلط فہمی کا اب کوئی خطرہ نہیں ہے۔

صدیق زندہ شہید ہوتا ہے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مصرعہ بھی یاد آگیا کہ؎

اے بسا زندہ شہید معتمد

اے دنیا والو! بہت سے شہید ہیں اور زندہ ہیں، مگر باوجود گردن نہ کٹنے کے ان کی شہادت معتمد ہے، کیوں کہ وہ اللہ کے حکم کی تلوار سے نفس کی گردن کاٹتے رہتے ہیں، ان کا خونِ شہادت نظر نہیں آتا لیکن اندر اندر دل کا خون کرتے رہتے ہیں، اس لیے ان کی شہادت معتبر ہے، وہ زندہ شہید ہیں؎

کسی کے زندہ شہید ہیں ہم نہیں یہ حسرت کہ سر نہیں ہے
ہمیں تو ہے اس سے بڑھ کے رونا کہ دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

اور مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جب چراغ کی بتی کی روئی کالی ہو جاتی ہے تو روشنی مدھم ہو جاتی ہے اس کو بتی پر گُل آنا کہتے ہیں، جس کو قینچی سے کاٹتے ہیں تو پھر چراغ کی روشنی اور تیز ہو جاتی ہے۔ اس طرح نفس میں گناہوں کے جتنے زیادہ تقاضے ہوں گھبراؤ مت، گناہ کے تقاضے ہونا یہ ایمان کی بتی پر گل آنا ہے تو جس طرح دنیا کے چراغ کی بتی کاٹنے سے روشنی بڑھتی ہے اسی طرح نفس کی بُری خواہش کی گردن کاٹو تو تمہارا ایمان و تقویٰ بڑھ جائے گا، لہٰذا تقاضائے معصیت سے مت گھبراؤ کہ ہمیں تو اب تک گناہوں کے وسوسے آرہے ہیں، اتنے دن سے خانقاہ میں ہیں ہمیں کیا ملا؟ ارے اگر بتی کاٹنے کی توفیق مل گئی تو سب کچھ مل گیا۔ مولانا نے سارے عالم کو للکارا ہے۔

گر مرا صد بار تو گردن زنی

اے دنیا والو! اگر جلال الدین رومی کی گردن تم سو دفعہ اُڑا دو گے، سینکڑوں دفعہ تم میری گردن کاٹو گے تو کیا ہو گا۔

ہمچو شمعے بر فروزم روشنی

مثل شمع کے میں اپنی روشنی بڑھاتا ہی رہوں گا۔ کیا مطلب؟ کہ اے نفس اگر تو مجھ سے گناہ کرانے کا تقاضا کرے گا تو میں اپنے ایمان کی بتی جو گل رسیدہ ہے، (گُل رسیدہ زندگی میں پہلی دفعہ بول رہا ہوں) جس پر گُل آرہا ہے یعنی کالی ہو رہی ہے اس کو میں کاٹتا رہوں گا اور اپنے اللہ کی محبت کی روشنی بڑھاتا رہوں گا، لہٰذا تقاضائے نفس ایمان کی بتی کے گل ہیں ان کو کاٹنے سے روشنی بڑھاتے رہو، مایوس نہ ہو۔ مایوسی کس چیز کا نام ہے؟ ہاں! بتی کاٹنے کی ہمت حاصل کرو، گل پر نہ عاشق ہو جاؤ، لَآ اِلٰہَ کی قینچی مضبوط رکھو بہ حرص روشنی اِلَّا اللہُ ، اللہ کے نور کی حرص میں تم اپنے نفس کے تقاضائے معصیت کے گل کو کاٹتے رہو، روشنی بڑھتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہیں کہ ہم کو تقاضائے معصیت دے دیں اور ان کو دبانے کی قوت وہمت نہ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے گل کو کاٹنے کے لیے لَآ اِلٰہَ کی قینچی دی ہے، لیکن اگر لَآ اِلٰہَ کی درانتی کچھ گھس گئی ہے، کاٹنے میں سست ہو رہی ہے تو جاؤ شیخِ کامل کی صحبت میں رہو تاکہ وہ اس کو ذرا گھس دے، اس کی کاٹ کو تیز کر دے اور آپ کو اللہ کی محبت کے لوکاٹ کھانے کے مواقع فراہم کرے۔

دروازۂ صدیقیت قیامت تک کھلا رہے گا

اللہ تعالیٰ نے اولیائے صدیقین کو سب سے اونچا مقام دیا ہے۔ اور میرے شیخ فرماتے تھے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر صدیقیت ختم نہیں ہے، صدیقیت کا دروازہ قیامت تک کے لیے کھلا رہے گا۔ دلیل سن لو۔ میں تصوف ان شاء اللہ بلا دلیل کے پیش نہیں کروں گا:

اُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ الخ[۱۲]

صدیقین جمع ہے یا مفرد؟ جمع کا لفظ ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر صدیقیت ختم نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو فرمایا خاتم النبیین لیکن صدیقِ اکبر کو خاتم الصدیقین نہیں فرمایا کہ صدیقِ اکبر پر صدیقیت ختم ہے، اور حدیث میں ہے کہ لَانَبِیَّ بَعۡدِیۡ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، مگر کس حدیث میں ہے کہ میرے صدیقِ اکبر کے بعد کوئی صدیق نہیں ہے، لہٰذا قیامت تک صدیقین پیدا ہوتے رہیں گے لیکن حضرت ابو بکر جیسا صدیق اب کوئی نہیں ہو سکتا کیوں کہ آپ کی صدیقیت معیتِ سید الانبیاء سے مشرف ہے، اور قیامت تک آنے والا کوئی بڑے سے بڑا ولی بھی کسی ادنیٰ صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا اور حضرت صدیقِ اکبر تو صحابہ میں بھی سب سے افضل ہیں اور اَفۡضَلُ الۡبَشَرِ بَعۡدَ الۡاَنۡبِیَاءِ ہیں لیکن اولیاء صدیقین قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے، لہٰذا صدیقیت کے اس اعلیٰ مقام پر جانے کی تمنا ہے کہ نہیں؟ یہ بتاؤ کیا مرنے کے بعد دوبارہ کسی کو آنا ہے؟ جو محنت کرنی ہے ابھی کرلو۔ مرنے کے بعد دوبارہ حیات نہیں ملے گی، پچھتاؤ گے۔ لہٰذا اولیائے صدیقین کی آخری سرحد تک پہنچنے کے لیے اختر آج آپ کو تدبیر پیش کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی اپنی تقریر پر توفیقِ عمل دے اور آپ کو بھی توفیقِ عمل دے کیوں کہ مقرر بھی اپنی تقریر پر عمل کرنے کے لیے توفیقِ خدائے تعالیٰ کا محتاج ہے۔

صدیقین کی چار تعریفات

لیکن اولیائے صدیقین کی آخری سرحد چھونے کے لیے آپ کو صدیقین کی تعریف کا

۱۲؎ النسآء: ۶۹

علم ہونا چاہیے جس کی چار تعریف کرتا ہوں، اس سے ہم سب کو ولی صدیق بننے کی صلاحیت عطا ہو جائے گی بشرطِ عمل، بشرطِ اخلاص، بشرطِ فضلِ خدا۔ تین تعریف تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی پیش کروں گا اور ایک تعریف وہ جو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عطا فرمائی۔ جس اللہ نے مبدأ فیاض سے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کو بخشا تھا اسی مبدأ فیاض سے اللہ تعالیٰ نے اختر کو نصیب فرمایا، بطفیلِ بزرگان ومشائخِ احقر، اس حقیر بندے نے جن بزرگوں کی صحبت اُٹھائی۔ دیکھیے ہر دریا کا ایک پاٹ ہوتا ہے، تو تین برس اللہ ربّ العزت نے مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دریا کا پاٹ عطا فرمایا، اس کے بعد مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا دریا آیا، تو پاٹ لمبا ہوگا یا نہیں؟ پاٹ میں چوڑائی آئے گی یا نہیں؟ اس کے بعد مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کا تیسرا دریا آیا، تو جب تین دریا آئیں گے تو پاٹ چوڑا نہیں ہوگا؟ اسی لیے برطانیہ میں مولانا ایوب سورتی جو میرے شیخ کے خلیفہ ہیں، وہ جب میرا اعلان کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ لوگوں نے ایک ایک دریا دو دو دریا کا سنگم تو دیکھا ہوگا آج ترِبینی دیکھو، تین دریاؤں کا مضمون، تین دریاؤں کا پانی اس کے پانی میں ملا ہوا ہے، اگرچہ امتیازی کیفیت نہ ہو یعنی پانی سب ایک ہی طرح کا ہو، امتیاز نہ ہو مگر تینوں دریا کا پانی ہوتا ہے۔

اللہ کی ولایت کے لوازمات

تو ولی صدیق کیسے بنیں گے؟ سب سے اعلیٰ درجے کے ولی بننے کا کیا طریقہ ہے؟ لیکن ہر چیز کا ایک اسٹرکچر (Structure) ہوتا ہے اور اسٹرکچر کے بعد فنشنگ ہوتی ہے، لہٰذا پہلے ولایت کا اسٹرکچر صحیح کرلو۔ نمبر ۱) پاجامہ ٹخنہ سے اوپر رکھو۔ نمبر ۲) ایک مشت داڑھی رکھو۔ ایک مٹھی داڑھی بالغ ہوتی ہے، خود تو بالغ ہوگئے داڑھی ابھی نابالغ ہے۔ ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ پڑھ لو، وُجُوْبُ اللِّحیۃ داڑھی کا وجوب۔ اور داڑھی صرف سامنے ہی نہیں چہرے کے تینوں طرف سے ایک مٹھی ہو، ایک مٹھی کے بعد آپ کو حق ہے کہ کترادو، لیکن ایک مٹھی سے کم پر کترانا حرام ہے۔ قاضی یعنی جج کو ایک مٹھی سے ایک اُنگل زیادہ رکھنے کی اجازت ہے اور قاضی القضاۃ یعنی چیف جسٹس کو دو اُنگل زیادہ بڑی رکھنے کی اجازت ہے، اور مونچھیں بڑی بڑی نہ رکھو،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ، مونچھوں کے رکھنے سے عزت نہیں ملے گی، فرمانِ نبوت کی اتباع سے ملے گی۔ اگر مونچھیں بالکل برابر کر لو توسب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ لیکن اگر تھوڑی تھوڑی رکھنے کا شوق ہے تو اوپر کے ہونٹ کا آخری کنارہ کھلا رکھو، اوپر کے ہونٹ کا آخری کنارہ ڈھکنے نہ پائے لیکن اگر قینچی سے بالکل باریک کر لو توسب سے اعلیٰ نمبر کی ہے اور اس میں بیویاں بھی بڑی خوش ہوتی ہیں ؎

اپنے لبوں کو ان کے لبوں کی طرح کیا

یہ مصرعہ کس کا ہے، سوچ لو بتاؤں گا نہیں، خود سمجھ لو۔ یہ اسٹر کچر ہے، اگر اسٹر کچر ہی خراب ہے تو فنشنگ خراب ہو جائے گی اس لیے تعمیرات کے جتنے ٹھیکیدار ہیں ان سے پوچھ لو۔ وہ پہلے اسٹر کچر کو ہموار کرتے ہیں، جہاں کھڈا ہوتا ہے تو اس کھڈے کو بھرتے ہیں تب روغن کرتے ہیں۔ اگر وہ سوراخ بانسوں کے باقی رہیں تو وہ عمارت سوراخ دار رہے گی اس لیے پہلے اسٹر کچر درست کر لو، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سمجھ کر، میرا مشورہ نہیں ہے، یہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں آیا جس کی داڑھی چھوٹی رہی ہو، ایک مٹھی سے کم ہو اور مونچھیں بڑی بڑی مت رکھو، اس سے خوف طاری ہوتا ہے، **مُخَوِّف** ہیں۔ عورتیں بھی ڈرتی ہیں اور یہاں تک کہ میں بھی ڈرتا ہوں، کوئی بڑی مونچھ والا آتا ہے تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ معلوم نہیں یہ کیا کرے گا؟ ہر سنت میں پیار ہے، سنت آپ کے چہرے کو پیارا کرنے کی ضمانت لیتی ہے، ضامنِ محبوبیت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیارے ہیں تو جو اس پیارے کی شکل بنالے گا اللہ تعالیٰ اس کو بھی پیارا کر لے گا۔

صدیق کی پہلی تعریف

اب سنیے ولایت کی فنشنگ، صدیقین کی پہلی تعریف کیا ہے؟ میں بہت اعلیٰ درجے کا اس وقت پیریڈ (Period) دے رہا ہوں جو آخری پیریڈ ہے ولایت کا، اللہ کی دوستی کا آج یہ پیر آپ کو اس پیریڈ کا سبق دے رہا ہے۔

نمبر ۱۔ اَلصِّدِّیْقُ ھُوَ الَّذِیْ لَا یُخَالِفُ قَالُہٗ حَالَہٗ

صدیق اس ولی اللہ کو کہتے ہیں جس کا قال اور حال ایک ہو، جس کی زبان اس کے حال کے

خلاف نہ جائے جیسا قول ہو ویسا عمل ہو۔ بعض وقت حال آدمی زیادہ دکھاتا ہے اور نعرہ بھی مارتا ہے مگر مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو سنت کا متبع نہیں ہے اس کا حال بھی قبول نہیں ہے۔ ان کا شعر سنیے۔ فرماتے ہیں ؎

حال تیرا جال ہے مقصود تیرا مال ہے
کیا خوب تیری چال ہے لاکھوں کو اندھا کر دیا

بڑے بڑے ایم۔ ایس قبروں کو سجدہ کر رہے ہیں، امریکا سے ایم ایس ہیں، مگر ایم۔ ایس سے کیا ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ سچا پیر، متبعِ سنت دے دے تو سمجھ لو کہ انعاماتِ عظیمہ میں سے ہے، نعمتِ عظمیٰ ہے۔

صدیق کی دوسری تعریف

نمبر ۲۔ اَلَّذِیْ لَا یَتَغَیَّرُ بَاطِنُہٗ مِنْ ظَاھِرِہٖ

جس کے باطن میں تغیر نہ ہو اگرچہ ظاہر کچھ بھی ہو ؎

کوئی جیتا کوئی مرتا ہی رہا
عشق اپنا کام کرتا ہی رہا

نسبت اتنی قوی ہو جائے کہ مسجد کے گوشے میں جتنا باخدا ہو اتنا ہی کلفٹن اور بندر روڈ پر بھی باخدا ہو، جتنا قرب اس کو کعبہ شریف میں حاصل ہے اتنا ہی قرب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سارے عالم میں ہو، کیوں کہ کعبہ والا اس کے ساتھ ہے، کعبہ والا اس کے دل میں ہے۔ بتاؤ کعبہ زیادہ افضل ہے یا کعبہ والا؟ گھر زیادہ افضل ہے یا گھر والا؟ تو جب انسان گھر والے کو پا جاتا ہے تو ہر جگہ وہ اللہ والا رہتا ہے لیکن جس پر حج فرض ہو اس کو کعبہ میں جانا پڑے گا، حج فرض کعبہ میں ہی ادا ہو گا۔ مطلب یہ ہے کہ جو اللہ والا ہوتا ہے وہ صرف کعبہ میں اللہ والا نہیں ہوتا سارے عالم میں جہاں بھی جائے اللہ والا ہی رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا تعلق اس کو نصیب ہوتا ہے کہ وہ کہیں بھی اللہ کو ناراض نہیں کرتا۔ لیکن اس کے لیے محنت کرنی پڑے گی، تقریر سے یہ چیز نہیں ملے گی، آپ بتائیے کہ میٹرک کا کورس کوئی بتا دے تو میٹرک پاس ہو جائے گا؟ کورس کرنا پڑے گا۔ استاد رکھنا پڑے گا، اسکول جانے کا موقع نہیں تو ٹیوشن کرنا پڑے گی۔ میں اولیائے صدیقین کا

کورس پیش کررہاہوں مگر یہ کورس عجیب ہے کہ اس کے ٹیوشن کے لیے کوئی شیخ گھر پر نہیں جائے گا، جو گھر گھر جائے، ٹیوشن کرے تو سمجھ لو وہ شیخ نہیں ہے۔ اس کے لیے ہمیں شیخ کی خانقاہ میں جانا پڑے گا، اس کا کورس جو ہے وہ خانقاہیں ہیں اور پیر سچا ہو، اگر خانقاہ میں پیر بھی پیٹو ہو تو یاد رکھو کہ یہ خانقاہ خواہ مخواہ ہے اور یہ شاہ صاحب نہیں ہیں سیاہ صاحب ہیں۔ صدیق کی تیسری تعریف سنیے۔ یہ سب علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر روح المعانی سے پیش کررہا ہوں جو پندرہ جلدوں میں عربی زبان میں ہے۔ میں نے العین میں جب یہ سب پیش کیا تو وہاں کے عربوں نے کہا کہ اس پاکستانی عجمی نے یہ حوالے کس کتاب سے پیش کیے؟ عجمی نے عربی میں کیسے تقریر کرلی؟ ان کو بہت تعجب ہوا، مگر میرے میزبان صاحب کے بھائی قاسم نے بتایا کہ عربی زبان میں تفسیر ہے روح المعانی، انہوں نے فوراً نام نوٹ کرلیا۔

صدیق کی تیسری تعریف

تیسری تفسیر بحوالہ روح المعانی:

اَلَّذِیْ یَبْذُلُ الْکَوْنَیْنِ فِیْ رِضَاءِ مَحْبُوْبِهٖ[۱۳]

صدیق وہ اعلیٰ درجہ کا ولی اللہ ہے جو دونوں جہاں اللہ پر فدا کرتا ہے اور دونوں جہاں فدا کرکے بھی اللہ تعالیٰ کے شکر میں خود کو قاصر سمجھتا ہے۔ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مجذوب نے اللہ سے پوچھا کہ اے خدا! میں آپ کی کیا قیمت ادا کردوں کہ آپ مجھ کو مل جائیں تو آسمان سے آواز آئی کہ دونوں جہاں مجھ پر فدا کردے، اس مجذوب نے کہا کہ ؎

قیمتِ خود ہر دو عالم گفتئ

اے خدا! آپ نے اپنی قیمت دونوں جہاں فرمائی ہے ؎

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

آپ دام اور بڑھایئے کہ ابھی تو آپ سستے معلوم ہوتے ہیں۔ اگر دونوں جہاں دے کر بھی اے خدا! آپ مل جائیں تو بھی آپ کی قیمت کا حق ادا نہیں ہوا۔ دونوں جہاں دے کر بھی آپ سستے ہیں۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ صدیق وہ ہے جو دونوں جہاں محبوبِ حقیقی پر فدا

[۱۳] روح المعانی: ۸/۱۳، یوسف (۴۶)، داراحیاء التراث، بیروت

کردے۔ ایک صاحب نے پوچھا کہ دنیا تو ہم دے دیں مگر آخرت کیسے دیں؟ میں نے کہا کہ اس کا جواب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھو، جنت کو درجۂ ثانوی رکھو تو گویا تم نے آخرت بھی دے دی۔ حدیثِ پاک ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ[۱۴]

اے اللہ! تو مجھ سے راضی ہو جا اور تجھ سے جنت بھی مانگتا ہوں۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی درخواست میں درجۂ اوّلیت اللہ کی رضا رکھ کر اور درجۂ ثانویت میں جنت کو رکھ کر اپنے عشقِ نبوت کا مقام اُمت کو بتادیا کہ دیکھو نبی کیسا عاشق ہوتا ہے؟ آج اگر میرے اکابر ہوتے تو بتایئے کس قدر خوش ہوتے مگر اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ جب چاہے اور جو چاہے ؎

وہ مالک ہے جہاں چاہے تجلی اپنی دکھلائے
نہیں مخصوص ہے اس کی تجلی طورِ سینا سے

بہت روئیں گے کرکے یاد اہلِ مے کدہ مجھ کو
شرابِ دردِ دل پی کر ہمارے جام و مینا سے

صدیق کی یہ تین تعریفیں ہو گئیں۔

صدیق کی چوتھی تعریف

اب چوتھی تعریف جو اختر کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی کہ صدیق وہ ولی اللہ ہوتا ہے جو اپنی زندگی کی ہر سانس کو اللہ تعالیٰ پر فدا کرتا ہے اور اپنی زندگی کی ایک سانس بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اللہ کے غضب و قہر کے اعمال سے لذتِ حرام کو کشید، چشید اور دید و شنید نہیں کرتا۔ وہ معصوم نہیں ہوتا، لیکن اگر کبھی صدورِ خطا ہو جائے، تو اتنا روتا ہے کہ فرشتے بھی لرزہ براندام ہو جاتے ہیں کہ اللہ کو دیکھے بغیر یہ بندے سجدے میں اپنے گناہوں کو یاد کرکے کتنا رو رہے ہیں؟ اور آہ وزاری سے، استغفار سے بے قراری کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان کا ایمان بالغیب

---

[۱۴] مسند الامام الشافعی: ۱۲۳

ہمارے ایمان بالشہادۃ کے لیے قابلِ رشک ہے، اس لیے فرشتے ہماری مجالسِ ذکر میں آتے ہیں اور ایک فرشتہ دوسرے فرشتوں کو دعوت دیتا ہے کہ چلو کچھ بندے بیٹھے ہوئے اللہ کی محبت کی بات سن رہے ہیں، وہ ہمارے اس ذکر پر رشک کرتے ہیں، کیوں کہ دیکھتے ہیں کہ ہم ایمان بالشہادۃ میں ہیں، ہم اللہ کو دیکھ رہے ہیں، یہ بغیر دیکھے اللہ پر فدا ہو رہے ہیں، تو ہماری فداکاری اور وفاداری پر وہ رشک کرتے ہیں کہ اللہ کو دیکھا بھی نہیں، مگر اپنے دل کی خوشیوں کا خون کر رہے ہیں اور جنگِ اُحد میں ستر شہید اپنی گردن کٹا کر اپنے خونِ شہادت سے اللہ کی عظمتوں کی تاریخ لکھ رہے ہیں۔

شہادت کا راز

یہ شہیدوں کا طبقہ اسی لیے ہے، آج اس کا راز بتاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں خود فرمایا کہ یہ سمندر اور ایسے سات اور سمندر اگر روشنائی بن جائیں اور سارے عالم کے درخت قلم بن جائیں تو میری عظمتوں کو نہیں لکھ سکتے، تب اللہ تعالیٰ نے اپنے شہیدوں کے خونِ شہادت سے اپنی عظمتوں کی تاریخ لکھوائی ہے اور جنگِ اُحد میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی کہ خبردار! دل چھوٹا مت کرنا، یہ ہم نے شہادت کا کوٹہ پورا کیا ہے، ورنہ کافر اعتراض کرتے کہ مُنْعَمْ عَلَيْهِمْ میں شہداء کا وہ طبقہ کہاں ہے جس کا اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے؟ اگر ہم نہ چاہتے تو ایک بھی شہید نہیں ہو سکتا تھا، لیکن وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ [۱۵] یہ شکست جو ہوئی ہے اگر یہ نہ ہوتی تو ہم تم کو شہادت کا درجہ کیسے دیتے؟ تم کو مرتبۂ شہادت پر فائز کرنے کے لیے یہ سب انتظام ہوا ہے۔ اس راز کو بھی اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرما دیا۔ تو آپ نے یہ چوتھی تعریف سن لی کہ صدیق وہ ہے جس کا دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ اتنا چپک جائے اور محبت کی جڑ دل کی گہرائیوں میں اس قدر اُتر جائے، کہ اگر اس گہری جڑ والے درخت کو بڑے سے بڑے پہلوان بھی ہلائیں تو اس سے چرچر کی آواز بھی نہ آئے۔ یعنی سارے عالم کے حسین، سارے عالم کی لیلائیں اس کو اکھاڑنا چاہیں تو اکھاڑنے والوں کے پسینے چھوٹ جائیں، مگر اس کی جڑیں ایک اعشاریہ بھی اِدھر اُدھر نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ایمان و یقین کو ہمارے دل کی

۱۵؎ اٰل عمرٰن: ۱۴۰

اتنی گہرائیوں میں داخل کر دے اور اس قدر مضبوط ایمان عطا فرمادے کہ سارا عالم ہماری حیات کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ایک لمحہ کو بھی مشغول نہ کر سکے۔

مقامِ اولیاء صدیقین کے حصول کا طریقہ

آج میں نے اولیاء اللہ کے سب سے اعلیٰ درجے کی ولایت کے مضمون کو بیان کیا ہے اور اس کے حصول کا طریقہ اللہ والوں کی صحبت ہے، اللہ والوں کی دُعا ہے، اللہ والوں کی نگاہیں ہیں اور ان کی اتباع ہے کہ جو ذکر وہ بتادیں وہ کرو اور جس بات سے احتیاط اور پرہیز بتائیں وہ پرہیز بھی کرو، چھپ چھپ کر شیخ کی مرضی کے خلاف ناشائستہ حرکتیں نہ کرو، ورنہ شائستہ نہیں رہو گے اور قلعی کھل جائے گی، شیخ پر بھی اللہ ایک دن منکشف کر دے گا کہ یہ میرے ولی کو دھوکا دے رہا ہے۔ آپ کے بیٹے کو کوئی دھوکا دے اور باپ اس دھوکے باز کو جانتا ہو، تو کیا اپنے بیٹے کو نہیں بتائے گا کہ یہ تم کو دھوکا دے رہا ہے، بیٹا ہوشیار رہنا؟ اللہ تعالیٰ بھی اپنے اولیاء کو بذریعۂ کشف یا دل میں الہام کر دیتا ہے کہ یہ منافق ہے، یہ خفیہ خفیہ بدپرہیزی کر رہا ہے، اتنی بدپرہیزی کرے گا کہ ایک دن دستر خوان پر اس کو دست آجائیں گے۔ ایک پیچش کا مریض ڈاکٹر کو بتاتا نہیں تھا، ہر دعوت پر پہنچ جاتا تھا، پیچش بڑھتی گئی، قوتِ ضبط یعنی پاور آف کنٹرول کمزور ہوگئی۔ ایک دن دستر خوان ہی پر پاخانہ نکل گیا، اس دن پتا چلا کہ بھئی! یہ بدپرہیز آدمی ہے، یہ نہاری اور پایا چھوڑتا نہیں ہے، ہر جگہ کباب کھانے کے لیے پہنچ جاتا ہے۔ تو یاد رکھو! اگر اپنے کو روکنے کی کوشش نہ کی تو ایک دن بر سرِ محضر اور بر سرِ بندگانِ خدا تم سے وہی گناہ صادر ہوگا، پاور آف کنٹرول ختم ہو جائے گا اور سب کے سامنے گناہ کر بیٹھو گے۔ وہ جو حدیث ہے کہ قیامت کے قریب سڑکوں پر زنا ہوگا، یہ وہی لوگ ہوں گے جو توبہ نہیں کریں گے اور ان کی پاور آف کنٹرول کمزور ہوتی چلی جائے گی۔ اب دُعا کیجیے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے، ہم سب بیماروں کو اللہ تعالیٰ شفا دے، جملہ مقاصدِ حسنہ میں اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے۔

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام

ایک صاحب نے پوچھا ہے کہ کیا اب بھی کوئی صدیقِ اکبر جیسا صدیق بن سکتا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ اب نہیں بن سکتا کہ جن آنکھوں سے ان کو صدیقیت عطا ہوئی تھی، اب وہ

آنکھ نہیں مل سکتی، جن آنکھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیقِ اکبر بنایا تھا وہ آنکھیں اب نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں معراج میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر آئی تھیں، تو اب وہ خدادیدہ آنکھیں کہاں سے ملیں گی؟ اس لیے صدیقِ اکبر تو درکنار اب کوئی صحابی بھی نہیں ہوسکتا۔ جب نبی کی صحبت نہیں پائی تو صحابی کیسے ہوسکتا ہے؟ ایک شخص نے حضرت حکیم الامت کو لکھا کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، تو کیا میں صحابی نہیں ہوگیا؟ کیوں کہ نبی کی شکل میں شیطان نہیں آسکتا، لہٰذا میں نے یقیناً حضور کو دیکھا، جب یقیناً دیکھا تو یقیناً صحابی ہوجانا چاہیے۔ تو حضرت نے جواب لکھا کہ جی ہاں! آپ صحابی ہوگئے، مگر خوابی صحابی ہوئے خوابی، بیداری والے صحابی نہیں ہوئے۔

خلاصۂ تقریر

ولایت صدیقیت کے حصول کے لیے پانچ نسخے:

۱) اہل اللہ کی مصاحبت ۲) ذکر اللہ پر مداومت ۳) گناہوں سے محافظت

۴) اسبابِ گناہ سے مباعدت ۵) اتباعِ سنت پر مواظبت۔

اصل مقصود اتباعِ سنت ہے، مذکورہ چار اعمال اس میں معین ہیں، اس لیے ان کو پہلے بیان کیا گیا ہے، کیوں کہ موقوف علیہ پہلے ہوتا ہے، دورہ آخر میں ہوتا ہے۔ صحبتِ اہل اللہ جتنا ضروری ہے اتنا ہی اہل اللہ سے فیض حاصل کرنا ضروری ہے، یعنی اطلاع حالات اور اتباعِ تجویزات کا اہتمام ضروری ہے۔ بعض لوگ شیخ کی صحبت میں بہت رہتے ہیں لیکن فیض نہیں اُٹھاتے، اس لیے صحبت یافتہ ہونا اور چیز ہے اور فیض یافتہ ہونا اور چیز ہے۔ صحبت یافتہ اور فیض یافتہ دونوں جمع ہوجائیں تب کام بنے گا۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو محض اپنے کرم سے بدونِ استحقاق منتہائے مقامِ صدیقیت تک پہنچادے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہوسکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کرلیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

"اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کرلوں جس سے مغفرت ہوجائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہوگی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کرلے۔"

❁❁❁❁

اولیاء اللہ کا سب سے اونچا درجہ صدیقیت ہے۔ صدیق وہ ہے جس کا دل اللہ کے ساتھ اتنا چپک جائے اور اللہ کی محبت اس کے دل کی گہرائیوں میں اس طرح اتر جائے کہ بڑے سے بڑا گناہ اس کو اپنی طرف ذرہ برابر مائل نہ کر سکے۔ اس اونچے درجے کی ولایت حاصل کرنے کا طریقہ اللہ والوں کی صحبت، ان کی دعائیں اور ان کا کامل اتباع ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ "مقام اولیاء صدیقین اور اس کا طریقۂ حصول" میں اللہ تعالیٰ کی دوستی یعنی ولایت حاصل کرنے کا طریقہ قرآن وسنت کے مستند دلائل کی روشنی میں بیان فرمایا ہے نیز اولیاء صدیقین کی مفصل تعریف بھی بیان فرمائی ہے تاکہ ہم ان اونچے درجے کے اولیاء اللہ کو پہچان کر ان سے استفادہ کر سکیں۔ حضرت اقدس نے تقویٰ، صحبت اہل اللہ اور اتباع سنت کو حصول ولایت کی بنیاد قرار دیا ہے۔

AW059